سورة النور

آیات ١١ - ٢٠

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم
مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ
وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿١٢﴾ لَّوْلَا جَاءُو عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ
يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَ
الْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٤﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ
لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا ۖ وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ
بِهَٰذَا ۖ سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧﴾ وَ
يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ
وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٠﴾

سُورَةُ النُّور

آیات 64 — مدنیة

سُورَةٌ أَنزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

اسلام فرد، خاندان، معاشرے، ریاست اور امت کو اللہ کے نورِ ہدایت کے تابع کر کے عفت، حیا، عدل، قانونی اور اجتماعی پاکیزگی کا نظام قائم کرتا ہے

شرعی حدود
آیات 1 تا 26

- زنا کی حد (آیات 1-3)
- تہمت (قذف) کا حکم (آیات 4-5)
- لعان (میاں بیوی کے درمیان جھوٹی تہمت) (آیات 6-10)
- واقعہ افک (تہمت کا واقعہ) (آیات 11-22)
- آخرت میں تہمت کی سزا (آیات 23-26)

معاشرتی آداب (حصہ اول)
آیات 27 تا 34

- گھر میں داخل ہونے کے آداب (آیات 27-29)
- مرد و خواتین کے لیے نظریں نیچی رکھنے اور زینت چھپانے کا حکم (آیات 30-31)
- نکاح اور غلاموں کی آزادی کا حکم (آیات 32-34)

نورِ الٰہی، مساجد کا فضل اور اس کی قدرت
آیات 35 تا 46

- اللہ کا نور اور مساجد کو آباد کرنے والوں کا اجر (آیات 35-38)
- کافروں کے اعمال کی مثال (آیات 39-40)
- اللہ کی قدرت کی نشانیاں (آیات 41-46)

اللہ کی آیات پر منافقین کا رویہ
آیات 47 تا 57

- مومنوں کی فرمانبرداری اور منافقوں کا جھوٹ (آیات 47-54)
- اللہ کا طریقہ کار بندوں کے لیے (آیات 55-57)

معاشرتی آداب (حصہ دوم)
آیات 58 تا 64

- گھروں کے دیگر آداب (آیات 58-61)
- رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ برتاؤ کے آداب (آیات 62-63)
- اللہ کی بادشاہت، علم اور قدرت (آیت 64)

اِنَّ الَّذِيۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡكِ عُصۡبَةٌ مِّنۡكُمۡ‌ ؕ لَا تَحۡسَبُوۡهُ شَرًّا لَّـكُمۡ‌ ؕ بَلۡ هُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ‌ ؕ لِكُلِّ امۡرِیءٍ مِّنۡهُمۡ مَّا اكۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ‌ ۚ وَالَّذِىۡ تَوَلّٰى كِبۡرَهٗ مِنۡهُمۡ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۱﴾

اِنَّ الَّذِيۡنَ جَآءُوۡ - بیشک جو لوگ لائے

جَآءَ یَجِیۡءُ ، مَجِیۡءٌ : آنا

اگر ب کے ساتھ آئے تو معنی لانا

بِالۡاِفۡكِ عُصۡبَةٌ مِّنۡكُمۡ - جھوٹ (گھڑ کے) وہ ایک گروہ ہے تم میں سے

اِفۡك : جھوٹ، بہتان، حقیقت کو الٹ دینا، سچ کو غلط رخ پر پھیر دینا

اِفۡک عام جھوٹ سے زیادہ شدید لفظ ہے، کیونکہ اس میں صرف غلط بات کہنا نہیں بلکہ حقیقت کو موڑنا، حق کو باطل بنا کر پیش کرنا، اور کسی بات کو اس کے اصل رخ سے پھیر نا شامل ہے (جھوٹ کی شدید، منظّم اور تباہ کن صورت)

Fabricated slander / monstrous falsehood / calculated distortion

عُصۡبَةٌ : ایک گروہ، ایک ٹولہ، ایک جماعت

عَصَبَ یَعۡصِبُ ، عَصۡبًا : باندھنا، کس دینا، لپیٹنا، مضبوطی سے جوڑ دینا

عُصۡبَةٌ : ایسی جماعت یا گروہ جس میں باہمی ربط، قوت، وابستگی اور ایک دوسرے کا سہارا بننے کا مفہوم نمایاں ہو

اردو میں : اعصاب (پٹھے، جسم کو جوڑنے والے)، عصبیت (بے جا طرفداری کا جذبہ)، تعصب، متعصب

لَا تَحۡسَبُوۡهُ شَرًّا لَّـكُمۡ - نہ تم گمان کرو اسے اپنے لیے شر

حَسِبَ یَحۡسَبُ ، حِسۡبَانٌ : خیال کرنا، گمان کرنا

بَلۡ هُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ - وہ بہتر ہے تمہارے لیے

لِكُلِّ امۡرِیءٍ مِّنۡهُمۡ - ان میں سے ہر شخص کے لیے

اِمۡرِیءٍ : شخص، مرد، انسان (حالتِ کسرہ/زیر)

اِمۡرُؤٌ : حالتِ رفع/ پیش

اِمۡرَأً : حالتِ نصب/زبر

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ

مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ - (سزا ہے اس قدر) جو اس نے گناہ کمایا

اِكْتَسَبَ يَكْتَسِبُ ، اِكْتِسَابٌ : کمانا (VIII)

وَ الَّذِیْ تَوَلّٰى - اور جو ذمہ دار بنا

تَوَلّٰى يَتَوَلّٰى ، تَوَلِّيٌ : دوستی رکھنا، کسی کام کو اٹھانا، ذمہ دار بننا، متولی بننا (II)

كِبْرَهٗ مِنْهُمْ - اسکے بڑے حصے کا

كِبْرٌ : بڑا حصہ/بوجھ

لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ - اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ - کیوں نہ جب تم نے سنا اسے

سَمِعَ يَسْمَعُ ، سَمْعًا : سننا

ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ - گمان کیا مومن مردوں اور مومن عورتوں نے

ظَنَّ يَظُنُّ ، ظَنًّا : گمان کرنا

اگر علامات قوی ہوں تو ظن ّ یقین کے معنی دیتا ہے

بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا - اپنے نفسوں میں اچھا

اِفْكٌ : جھوٹ

وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ - اور انہوں نے کہا یہ واضح جھوٹ (بہتان) ہے

مُبِيْنٌ : واضح، ظاہر، کھولنے والا

لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ - کیوں نہ وہ لائے اس پر

جَآءَ يَجِيْٓءُ ، مَجِيْٓءٌ : لانا

لَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِهِمۡ خَيۡرًا ۙ وَّقَالُوۡا هٰذَاۤ اِفۡكٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۲﴾ لَوۡلَا جَآءُوۡ عَلَيۡهِ بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ‌ ۚ فَاِذۡ لَمۡ يَاۡتُوۡا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓـئِكَ عِنۡدَ اللّٰهِ هُمُ الۡكٰذِبُوۡنَ

شُهَدَآءَ : گواہ

بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ - چار گواہوں کو

اِذْ : جب

لَمْ : حرفِ نفی (نہیں)

اَتٰی یَاْتِیْ ، اِتْیَانٌ : لانا

فَاِذۡ لَمۡ يَاۡتُوۡا بِالشُّهَدَآءِ - توجب نہیں وہ لائے گواہوں کو

فَاُولٰٓـئِكَ عِنۡدَ اللّٰهِ - تو وہ لوگ ہی اللہ کے نزدیک

هُمُ الۡكٰذِبُوۡنَ - جھوٹے ہیں

یہاں چار گواہوں کا مطالبہ صرف ایک قانونی شرط نہیں، بلکہ یہ بتایا جارہا ہے کہ اتنا بڑا الزام صرف ظن، قرائن یا افواہ پر نہیں لگایا جا سکتا

اس واقعے میں شک کی کوئی معقول بنیاد نہ تھی۔ اگر الزام لگانے والوں کے پاس واقعی کوئی دعویٰ تھا تو انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوئے واقعے پر چار گواہ لانے چاہییے تھے۔ جب وہ گواہ نہ لا سکے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے قرار پائے۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ
كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝١١ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝١٢ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ
بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝١٣

جو لوگ یہ بہتان گھڑ لائے ہیں وہ تمہارے ہی اندر کا ایک ٹولہ ہیں اس واقعے کو اپنے حق میں شر نہ سمجھو بلکہ یہ بھی تمہارے لیے خیر ہی ہے جس نے اس میں جتنا حصہ لیا اس نے اتنا ہی گناہ سمیٹا اور جس شخص نے اِس کی ذمہ داری کا بڑا حصہ اپنے سر لیا اس کے لیے تو عذاب عظیم ہے

جس وقت تم لوگوں نے اسے سنا تھا اُسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے نیک گمان کیا اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے؟ وہ لوگ (اپنے الزام کے ثبوت میں) چار گواہ کیوں نہ لائے؟ اب کہ وہ گواہ نہیں لائے ہیں، اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں

Surely those who invented this calumny8 are a band from among you. Do not deem this incident an evil for you; nay, it is good for you. Every one of them has accumulated sin in proportion to his share in this guilt; and he who has the greater part of it shall suffer a mighty chastisement. When you heard of it, why did the believing men and women not think well of their own folk and say: "This is a manifest calumny? Why did they not bring four witnesses in support of their accusation? Now that they have brought no witnesses, it is indeed they who are liars in the sight of Allah

محمد اقبال

اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡكِ عُصۡبَةٌ مِّنۡكُمۡ ؕ لَا تَحۡسَبُوۡهُ شَرًّا لَّكُمۡ ؕ بَلۡ هُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ ؕ لِكُلِّ امۡرِئٍ مِّنۡهُمۡ مَّا اكۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ ۚ وَالَّذِىۡ تَوَلّٰى كِبۡرَهٗ مِنۡهُمۡ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۱﴾

واقعہ افک

- **واقعۂ افک کیا ہے ؟** واقعۂ افک وہ واقعہ ہے جس میں منافقین نے حضرت عائشہؓ پر ایک جھوٹا اور سنگین الزام پھیلایا، جس کی تردید اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ (النور) میں نازل فرما کران کی پاک دامنی بیان کی۔
- اس کو اِفک کے نام سے اس لیے پکارا جاتا ہے کہ اِفک کا معنی ہیں " حقیقت کو الٹ دینے والا بڑا جھوٹ " اس واقعے میں پاک دامنی کو بدنامی میں بدلنے کی ناپاک کوشش کی گئی تھی۔
- واقعۂ افک کے ذکر میں قرآن نے مسلمانوں کو یہ سمجھایا کہ اس موقع پر بعض مسلمان نادانی میں منافقین کے پھیلائے ہوئے فتنے کا حصہ بن گئے۔ انہوں نے بات کی تحقیق کیے بغیر وہی افواہیں آگے بیان کر دیں جو منافقین پھیلانا چاہتے تھے
- حالانکہ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی بنیاد اعتماد، حسنِ ظن اور بھائی چارے پر ہونی چاہیے۔ اگر کسی مسلمان بھائی یا بہن کے بارے میں کوئی بری بات سنی جائے تو اسے فوراً قبول نہیں کرنا چاہیے، نہ اسے آگے پھیلانا چاہیے، جب تک اس کی مکمل تحقیق نہ ہو جائے
- اسی واقعے میں قرآن نے یہ بھی واضح کیا کہ منافقین اندر ہی اندر یہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی اخلاقی ساکھ خراب ہو، ان کے گھروں اور معاشرے میں بدگمانی پھیلے، اور ان کی عزت و وقار مجروح ہو۔ اس لیے مسلمانوں کو خبردار کیا گیا کہ وہ افواہوں، تہمتوں اور بے تحقیق باتوں سے بچیں، اور خود اپنے ہاتھوں منافقین کے مقصد کو کامیاب نہ بنائیں۔ اسی مقصد کے لیے سورۃ النور میں ضروری اخلاقی، معاشرتی اور قانونی ہدایات دی گئی ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿11﴾

- واقعہ اَفک کی بہتر تفہیم کے لیے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :

1. پہلا حصہ : واقعے کا پس منظر، افک کا مفہوم، اور حضرت عائشہؓ کی برأت۔
2. دوسرا حصہ : منافقین کا کردار، مسلمانوں کی کمزوری، اور شر میں خیر کے پہلو
3. تیسرا حصہ : حسنِ ظن، افواہوں سے بچاؤ، عزتوں کا تحفظ، اور آج کے دور کے عملی اسباق

واقعہ اَفک کا تاریخی پس منظر

- واقعۂ افک 6 ہجری میں غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی کے سفر میں پیش آیا۔ رسول اللہ ﷺ لشکر کے ساتھ مدینہ واپس تشریف لا رہے تھے، اور حضرت عائشہؓ بھی ایک الگ اونٹ پر ہودج میں سفر کر رہی تھیں۔ راستے میں رات کے وقت قافلے نے پڑاؤ کیا۔ حضرت عائشہؓ ضرورت کے لیے باہر گئیں، واپسی پر معلوم ہوا کہ ان کا ہار گم ہو گیا ہے، چنانچہ وہ اسے تلاش کرنے میں کچھ دیر رک گئیں۔ اسی دوران قافلے کو کوچ کا حکم ہو گیا، اور ساربانوں نے یہ سمجھ کر ہودج اٹھا لیا کہ حضرت عائشہؓ اس میں موجود ہیں۔ جب وہ واپس آئیں تو قافلہ جا چکا تھا؛ اس لیے وہ وہیں ٹھہر گئیں کہ جب قافلے والوں کو معلوم ہو گا تو وہ واپس آئیں گے

- حضرت صفوان بن معطلؓ جو قافلے کے پیچھے رہ جانے والی چیزوں کا جائزہ لینے پر مامور تھے، جب وہاں پہنچے تو انہوں نے حضرت عائشہؓ کو پہچانا اور اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا، اپنا اونٹ بٹھایا، حضرت عائشہؓ اس پر سوار ہوئیں، اور وہ خاموشی سے اونٹ کی مہار پکڑ کر قافلے سے جا ملے۔ یہ سفر کے حالات میں ایک معمولی اور قابلِ فہم واقعہ تھا، مگر منافقین نے اسے ایک جھوٹے افسانے میں بدل دیا

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ⑪

یہ واقعہ فتنہ کیسے بنا اور قرآن نے اسے " اِفک " کیوں کہا؟

- مدینہ واپسی کے بعد حضرت عائشہ ؓ بیمار ہو گئیں اور کئی دن تک انہیں باہر پھیلنے والی افواہوں کا علم نہ ہو سکا۔ جب انہیں والدین کے گھر اس الزام کا پتا چلا تو وہ شدید صدمے میں مبتلا ہو گئیں؛ دن رات روتی رہیں اور معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ بھی تقریباً ایک ماہ تک اس معاملے میں سخت اذیت اور انتظار کی کیفیت میں رہے، مگر آپ ﷺ نے کوئی جذباتی یا انتقامی اقدام نہیں کیا، بلکہ صبر، تحمل اور عدل کے ساتھ وحیِ الٰہی کا انتظار فرمایا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور کی آیات نازل فرما کر حضرت عائشہ ؓ کی پاک دامنی، براءت اور عزت کا اعلان فرمایا۔
- قرآن نے اس واقعے کو اِفک کہا، یعنی ایسا جھوٹ جو حقیقت کو الٹ دے اور پاکیزگی کو بدنامی کے رنگ میں پیش کرے
- اس الزام کی کوئی بنیاد نہ تھی؛ حضرت عائشہ ؓ کا مقام، ان کی پاکیزہ سیرت، رسول اللہ ﷺ سے نسبت، ام المؤمنین کی حیثیت، اور صحابیِ رسول حضرت صفوان ؓ کا کردار خود اس بہتان کے جھوٹ ہونے کی دلیل تھے
- اصل میں منافقین، خاص طور پر عبداللہ بن اُبی، نے اس واقعے کو مسلمانوں کی اخلاقی ساکھ خراب کرنے، رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچانے، اور اسلامی معاشرے میں بدگمانی پھیلانے کے لیے استعمال کیا۔ بعض سادہ دل مسلمان بھی تحقیق کے بغیر نادانی میں اس افواہ کو آگے نقل کرنے لگے۔ اس واقعے کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو افواہ، بدگمانی، قذف، زبان کی ذمہ داری، عزتوں کے تحفظ، حسنِ ظن، اور معاشرتی پاکیزگی کے اہم اصول سکھائے

اِنَّ الَّذِيۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡكِ عُصۡبَةٌ مِّنۡكُمۡ ‌ؕ لَا تَحۡسَبُوۡهُ شَرًّا لَّـكُمۡ‌ ؕ بَلۡ هُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ‌ ؕ لِكُلِّ امۡرِىٴٍ مِّنۡهُمۡ مَّا اكۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ‌ ۚ وَالَّذِىۡ تَوَلّٰى كِبۡرَهٗ مِنۡهُمۡ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ‏ ﴿۱۱﴾

منافقین کا کردار اور مسلمانوں کی کمزوری

- واقعۂ افک میں اصل فتنہ منافقین نے اٹھایا، خاص طور پر عبداللہ بن اُبی نے اس معمولی واقعے کو ایک خطرناک افواہ بنا دیا
- منافقین کا مقصد صرف حضرت عائشہؓ کی ذات کو نشانہ بنانا نہیں تھا، بلکہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینا، مسلمانوں کے گھروں میں بدگمانی پھیلانا، اور اسلامی معاشرے کی اخلاقی ساکھ کو کمزور کرنا تھا۔ قرآن نے فرمایا: عُصۡبَةٌ مِّنۡكُمۡ یعنی یہ گروہ تمہارے ہی اندر موجود تھا؛ باہر کا دشمن نہیں بلکہ اندر سے فتنہ اٹھانے والے لوگ تھے۔
- یہ لوگ اسلام کا ظاہری لبادہ اوڑھے ہوئے تھے، اسی لیے بعض سادہ دل مسلمان ان کی باتوں سے متاثر ہو گئے
- مسلمانوں کی کمزوری یہ تھی کہ کچھ لوگوں نے تحقیق کیے بغیر بات کو سنا، دہرایا اور آگے پھیلایا۔ حالانکہ مؤمنین کا اصل رویہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ وہ فوراً کہتے: یہ کھلا بہتان ہے۔ اس واقعے نے واضح کیا کہ افواہ محض زبان کی غلطی نہیں بلکہ پورے معاشرے کو متاثر کرنے والا فتنہ بن سکتی ہے
- ایک بے تحقیق بات عزتوں کو مجروح، گھروں کو پریشان، دلوں میں بدگمانی، اور معاشرے میں بے اعتمادی پیدا کر سکتی ہے۔ اسی لیے قرآن نے مسلمانوں کو حسنِ ظن، تحقیق، زبان کی حفاظت، اور پاک دامن لوگوں کی عزت کے تحفظ کی تعلیم دی
- یہ سبق بھی دیا گیا کہ منافقین کے مقاصد کبھی مسلمانوں کے ہاتھوں پورے نہیں ہونے چاہیں۔ مؤمن معاشرہ ہر خبر کو قبول نہیں کرتا، بلکہ پہلے دیکھتا ہے کہ بات کہنے والا کون ہے، مقصد کیا ہے، اور شرعی ثبوت موجود ہے یا نہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾

شر میں خیر : ارشاد ہوا لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اس واقعے کو اپنے لیے شر نہ سمجھو، بلکہ اس میں تمہارے لیے خیر بھی ہے

- **پہلا خیر کا پہلو** یہ تھا کہ منافقین کا اصل چہرہ بے نقاب ہو گیا؛ مسلمان سمجھ گئے کہ کچھ لوگ بظاہر ساتھ رہتے ہیں مگر اندر سے اسلام اور اہلِ ایمان کے دشمن ہیں
- **دوسرا خیر** یہ تھا کہ مسلمانوں کی ایک تربیتی کمزوری سامنے آ گئی: بعض لوگ پروپیگنڈے، جذباتی باتوں اور افواہوں سے متاثر ہو سکتے ہیں۔اس کے بعد قرآن نے اس کمزوری کا علاج کیا اور بتایا کہ مؤمن کو ہر سنی سنائی بات قبول نہیں کرنی چاہیے
- **تیسرا خیر** یہ تھا کہ اس واقعے کے نتیجے میں معاشرتی اصلاح کے اہم احکام نازل ہوئے: قذف، شہادت، حسنِ ظن، افواہوں سے بچاؤ، اور عزتوں کے تحفظ کے اصول
- یہ احکام صرف ایک واقعے کے لیے نہیں تھے، بلکہ آنے والی پوری امت کے لیے اخلاقی اور قانونی رہنمائی بن گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے صبر و تحمل نے امت کو یہ سبق دیا کہ شدید ذاتی اذیت کے باوجود فیصلہ وحی، عدل اور ثبوت کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ حضرت ابو بکرؓ، ازواجِ مطہرات، حضرت عائشہؓ اور عام صحابہؓ کے رویّے سے صبر، حسنِ ظن، ضبطِ نفس اور اعلیٰ اخلاق نمایاں ہوئے
- منافقین مسلمانوں کو اخلاقی طور پر کمزور دکھانا چاہتے تھے، مگر نتیجہ اس کے برعکس نکلا: اسلامی معاشرے کی پاکیزگی، ضبط، عدل اور ایمان پہلے سے زیادہ روشن ہو گئے
- اس واقعے نے یہ بھی واضح کیا کہ نبی ﷺ غیب کا علم اپنی ذات سے نہیں جانتے، بلکہ وہی جانتے ہیں جو اللہ وحی کے ذریعے بتاتا ہے۔ یوں اس واقعے نے عقیدہ، اخلاق، قانون، معاشرت، خاندان اور زبان کے آداب - سب پہلوؤں سے امت کی تربیت کی
- اس طرح یہ واقعہ اگرچہ بہت تکلیف دہ تھا، مگر اللہ نے اسے امت کی اصلاح، قانون سازی، منافقین کی پہچان، اور مؤمنانہ کردار کے اظہار کا ذریعہ بنا دیا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ⑪

حسنِ ظن، افواہوں سے بچاؤ اور آج کے عملی اسباق

- **حسنِ ظن کا اصول:** واقعۂ افک نے سکھایا کہ مؤمن کو اپنے مسلمان بھائی یا بہن کے بارے میں پہلے نیک گمان رکھنا چاہیے، بدگمانی نہیں۔ اگر کوئی بری بات سنائی دے تو فوراً یقین نہ کیا جائے بلکہ کہا جائے کہ یہ کھلا بہتان ہے۔
- **افواہوں سے بچاؤ:** بے تحقیق بات کو سننا، دہرانا اور آگے پھیلانا معمولی کام نہیں؛ یہ کسی کی عزت، خاندان اور پورے معاشرے کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ مؤمن کی زبان تقویٰ کے تابع ہوتی ہے، وہ ہر سنی سنائی بات کو خبر، تبصرہ یا تفریح بنا کر آگے نہیں پھیلاتا۔
- **عزتوں کا تحفظ:** اسلام میں کسی پاک دامن انسان کی عزت پر حملہ بہت بڑا جرم ہے؛ اسی لیے قذف، گواہی اور تحقیق کے سخت اصول دیے گئے۔ کسی ایک مسلمان کی عزت مجروح ہونا دراصل پوری امت کی اخلاقی فضا کو زخمی کرتا ہے

ان اسلامی اصولوں کا آج کے دور پر اطلاق (اسباق)

- آج سوشل میڈیا، واٹس ایپ، خبروں اور تبصروں کے زمانے میں واقعۂ افک کا سبق اسلامی طرزِ زندگی / مسلمانوں کے لیے اور بھی اہم
- کسی اسکینڈل، الزام یا کردار کشی کو آگے پھیلانے سے پہلے سوچنا چاہیے: کیا یہ ثابت ہے؟ کیا اسے پھیلانا دینی و اخلاقی طور پر درست ہے؟
- اسلامی معاشرہ افواہوں کو نہیں پھیلاتا، بلکہ تحقیق، خاموشی، ستر پوشی، حسنِ ظن اور عزتوں کے تحفظ کو اختیار کرتا ہے۔
- اس واقعے کا اصل پیغام یہ ہے کہ زبان کی حفاظت، دل کی پاکیزگی، اور معاشرے کی اخلاقی ساکھ ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ - اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر

وَ رَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ - اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں

لَمَسَّكُمْ فِيْ مَاۤ - (تو) ضرور پہنچتا تمہیں اس بارے میں جو

مَسَّ يَمُسُّ ، مَسًّا : چھونا، پہنچنا

اَفَضْتُمْ فِيْهِ - جو تم مشغول ہوئے اس (بات) میں

اَفَاضَ يُفِيْضُ ، اِفَاضَةٌ : چرچا کرنا، پھیلانا، مشغول ہونا (IV)

اَفَاضَ فِي الْحَدِيْث : بات میں سے بات نکالتے چلے جانا، اور بات کا بتنگڑ بنادینا

عَذَابٌ عَظِيْمٌ - بہت بڑا عذاب

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ - جب تم ایک دوسرے سے اس (بات) کو لے رہے تھے

تَلَقّٰي يَتَلَقّٰي ، تَلَقِّيْ : کسی چیز کا لانا، اخذ کرنا، عام کرنا، ذکر کرنا (V)

بِاَلْسِنَتِكُمْ - اپنی زبانوں کے ساتھ

اَلْسِنَة : لِسَانٌ کی جمع (زبان) - اسکا اطلاق زبان بطور عضو اور بطور بولی (language) دونوں

وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ - اور تم کہہ رہے تھے اپنے مونہوں سے (وہ بات)

اَفْوَاه : فَمٌ کی جمع (منہ)

اصل میں فُوْهٌ تھا، ہ کو گرا کر واؤ کو میم سے بدل دیا گیا تو فَمٌ ہوگیا

مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ - جس کا تم کو کوئی علم نہیں تھا

وَّتَحۡسَبُوۡنَهٗ هَيِّنًا ‌ۖ وَّهُوَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمٌ ۝١٥ وَلَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ قُلۡتُمۡ مَّا يَكُوۡنُ لَنَاۤ اَنۡ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ‌ۖ سُبۡحٰنَكَ هٰذَا بُهۡتَانٌ عَظِيۡمٌ ۝١٦

وَّتَحۡسَبُوۡنَهٗ هَيِّنًا - اور تم اس کو معمولی سمجھ رہے تھے

حَسِبَ يَحْسَبُ ، حِسْبَانًا : سمجھنا، خیال کرنا

(ھ ي ن) اس مادے میں نرمی، آسانی، ہلکا ہونا، معمولی سمجھا جانا، کمزور یا بے وزن ہونا کے معنی

هَيِّنًا : آسان، ہلکا، معمولی، کم اہم (هَوْنٌ مصدر سے صفت مشبہ)

اردو میں: اہانت، توہین

وَّهُوَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمٌ - حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک ایک بڑی (بات) تھی

وَلَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ - اور کیوں نہ جب تم نے سنا اسے

سَمِعَ يَسْمَعُ ، سَمْعٌ : سننا

قُلۡتُمۡ مَّا يَكُوۡنُ لَنَاۤ - تم نے کہا نہیں ہے لائق ہمارے لیے

اَنۡ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا - کہ ہم کلام کریں اس کے بارے میں

تَكَلَّمَ يَتَكَلَّمُ ، تَكَلُّمٌ : کلام کرنا (٧)

سُبۡحٰنَكَ - تو پاک ہے (اے اللہ)

هٰذَا بُهۡتَانٌ عَظِيۡمٌ - یہ (تو) ایک عظیم بہتان ہے

(ب ھ ت) اس مادے میں حیران کر دینا، لاجواب کر دینا، ششدر کر دینا، کسی پر ایسی بات ڈال دینا کہ وہ مبہوت رہ جائے

بُهْتَان : صرف "جھوٹ" نہیں، بلکہ ایسا جھوٹ ہے جو سننے والے کو حیران، ششدر اور مبہوت کر دے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۚ﴿١٤﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا
لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ
عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾

اگر تم لوگوں پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور رحم و کرم نہ ہوتا تو جن باتوں میں تم پڑ گئے تھے ان کی پاداش میں بڑا عذاب تمہیں آلیتا۔ (ذرا غور تو کرو، اُس وقت تم کیسی سخت غلطی کر رہے تھے) جبکہ تمہاری ایک زبان سے دوسری زبان اس جھوٹ کو لیتی جارہی تھی اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جارہے تھے جس کے متعلق تمہیں کوئی علم نہ تھا تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے، حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی بات تھی۔ کیوں نہ اُسے سنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ "ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا، سبحان اللہ، یہ تو ایک بہتان عظیم ہے"

Were it not for Allah's Bounty and His Mercy unto you in the world and in the Hereafter a grievous chastisement would have seized you on account of what you indulged in.
(Just think, how wrong you were) when one tongue received it from another and you uttered with your mouths something you knew nothing about. You deemed it to be a trifle while in the sight of Allah it was a serious matter. And why, no sooner than you had heard it, did you not say: "It becomes us not even to utter such a thing? Holy are You (O Allah)! This is a mighty calumny".

محمد اقبال

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۚ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾

ایک تنبیہ

- ان آیات میں واقعۂ افک پر سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت شامل حال نہ ہوتی تو اس بے احتیاطی پر بڑا عذاب آ سکتا تھا۔ بعض لوگوں نے ایک معمولی سفری واقعے کو افواہ بنا کر پھیلایا اور کچھ مسلمان بھی نادانی میں اس گفتگو سے متاثر ہو گئے۔ وہ بات زبانوں پر نقل کی جا رہی تھی جس کے بارے میں کوئی یقینی علم، شرعی ثبوت یا معتبر گواہی موجود نہ تھی
- لوگ اسے عام گفتگو، مجلس کی بات یا معمولی تبصرہ سمجھ رہے تھے، حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ نہایت سنگین معاملہ تھا
- قرآن نے بتایا کہ زبان سے نکلی ہوئی بات صرف لفظ نہیں، بلکہ کسی کی عزت، خاندان، معاشرے اور ایمان کو متاثر کر سکتی ہے
- یہ الزام کسی عام عورت پر نہیں بلکہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ پر تھا، جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ اور امت کی ماں ہیں۔ اس تہمت سے رسول اللہ ﷺ کو شدید قلبی اذیت پہنچی اور آپ ﷺ کا عائلی سکون متاثر ہوا۔ حضرت عائشہؓ کے والد حضرت ابو بکرؓ بھی امت کے عظیم محسن، رسول اللہ ﷺ کے قریبی رفیق اور مسلمانوں کے معتمد بزرگ تھے
- یہ معاملہ صرف ایک فرد کی عزت کا نہیں بلکہ نبوت کے گھر، امت کی اخلاقی حرمت، اور اسلامی معاشرے کی پاکیزگی کا مسئلہ تھا۔
- اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سمجھایا کہ بے علمی میں بات کہنا، افواہ کو آگے بڑھانا، اور اسے ہلکا سمجھنا بہت بڑا گناہ ہے
- مؤمن کی زبان علم، تحقیق، تقویٰ اور ذمہ داری کے تابع ہونی چاہیے۔ کسی پاک دامن انسان کے بارے میں بدگمانی پھیلانا معاشرے میں بے حیائی اور بے اعتمادی کا دروازہ کھولتا ہے۔ اللہ کا فضل یہ تھا کہ اس نے فوراً عذاب نازل کرنے کے بجائے امت کو سنبھلنے، توبہ کرنے اور تربیت حاصل کرنے کا موقع دیا۔

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾

واقعۂ افک کی سنگینی اور اس کے اثرات

- سراسر جھوٹ پر مبنی یہ واقعہ افک جسے منافقین نے اسے ایک بڑے فتنے میں بدل دیا۔اس کا اثر صرف حضرت عائشہؓ کی ذات تک محدود نہ رہا، بلکہ اس نے پورے اسلامی معاشرے کو پریشان کر دیا۔لوگوں کے دلوں میں اضطراب پیدا ہوا، بعض سادہ دل مسلمان بے تحقیق باتوں سے متاثر ہوئے،اور منافقین کو یہ موقع ملا کہ وہ مسلمانوں کی اخلاقی ساکھ کو نقصان پہنچائیں۔
- اس واقعے کا سب سے تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ الزام ام المؤمنین حضرت عائشہؓ پر لگایا گیا، جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ، محبوب رفیقۂ حیات اور امت کی ماں تھیں۔اس تہمت سے رسول اللہ ﷺ کو شدید قلبی اذیت پہنچی، آپ ﷺ کا عائلی سکون متاثر ہوا،اور وحی نازل ہونے تک آپ ﷺ ایک گہری آزمائش اور انتظار کی کیفیت میں رہے (لوگوں نے ایک مہینے تک آپ ﷺ کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں دیکھی)۔یہ معاملہ صرف ایک گھر کا نہیں تھا، بلکہ نبوت کے گھرانے، امت کی عزت،اور اسلامی معاشرے کی اخلاقی پاکیزگی کا معاملہ بن گیا تھا۔
- کسی کی عزت کے بارے میں سنی سنائی بات کو معمولی نہ سمجھا جائے۔زبان سے نکلی ہوئی ایک بے تحقیق بات خاندانوں کو توڑ سکتی ہے، دلوں میں بدگمانی پیدا کر سکتی ہے،اور پورے معاشرے کو فتنہ میں ڈال سکتی ہے۔مؤمن کا فرض ہے کہ وہ حسنِ ظن رکھے، ثبوت کے بغیر الزام قبول نہ کرے، افواہ کو آگے نہ پھیلائے،اور عزتوں کے تحفظ کو دینی ذمہ داری سمجھے
- لوگوں کے نزدیک یہ ایک چھوٹی سے بات تھی مگر اللہ نے فرمایا یہ بہت بڑی بات تھی، تو معلوم ہوا کسی الزام، افواہ یا عزت سے متعلق بات کو اپنی رائے، دلچسپی یا سماجی عادت کے معیار پر نہیں بلکہ شریعت کے معیار پر پرکھنا چاہیے۔

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنۡ تَعُوۡدُوۡا لِمِثۡلِهٖۤ اَبَدًا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۚ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَـكُمُ الۡاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِيۡعَ الۡفَاحِشَةُ فِى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنۡ - اللہ نصیحت کرتا ہے تمھیں (اس سے) کہ

وَعَظَ يَعِظُ ، وَعْظًا : انتباہ کرنا، نصیحت کرنا

تَعُوۡدُوۡا لِمِثۡلِهٖۤ اَبَدًا - تم دوبارہ کرو اس کی مثل کبھی بھی

عَادَ يَعُوْدُ ، عَوْدًا : واپس لوٹنا، دوبارہ کرنا

اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ - اگر ہو تم ایمان والے۔

وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَـكُمُ الۡاٰيٰتِ - اور بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لیے (اپنی) آیات

بَيَّنَ يُبَيِّنُ ، تَبْيِيْنٌ : کھول کر بیان کرنا (II)

وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ - اور اللہ خوب جاننے والا بہت حکمت والا ہے

اِنَّ الَّذِيۡنَ يُحِبُّوۡنَ - بیشک وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں

اَحَبَّ يُحِبُّ ، اِحْبَابٌ : پسند کرنا (IV)

اَنۡ تَشِيۡعَ الۡفَاحِشَةُ - کہ پھیلے بے حیائی

(ش ي ع) شَاعَ يَشِيْعُ ، شُيُوْعًا : پھیلنا، عام ہونا، چرچا ہونا

تَشِيعَ : وہ پھیلتی ہے (فعل بھی مؤنث آیا ہے الفاحشة کی وجہ سے)

اردو میں: شائع، اشاعت، شیعہ (شیعانِ علیؓ)، مشایعت (مہمان کو رخصت کرتے وقت اس کے ساتھ چلنا)

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾

فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا - ان لوگوں میں جو ایمان لائے

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ - انکے لیے درد ناک عذاب ہے

اَلِيْمٌ : دکھ دینے والا، دردناک

فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ - دنیا اور آخرت میں

وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ - اور اللہ جانتا ہے

وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ - اور تم نہیں جانتے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ - اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل

عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ - تم پر اور اس کی رحمت (تو تہمت لگانے والوں کو فوراً عذاب دے دیتا)

وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ - اور (یہ کہ) بیشک اللہ بہت شفقت کرنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔

رَءُوْفٌ : اللہ کا صفاتی نام

رَاْفَةٌ مصدر سے صفت مشبہ (بہت شفقت کرنے والا)

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ﴿۱۷﴾ وَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ
الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ
اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۠﴿۲۰﴾

اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر تم مومن ہو
اللہ تمہیں صاف صاف ہدایات دیتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے
جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا
کے مستحق ہیں، اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے
اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم و کرم تم پر نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا شفیق و رحیم ہے (تو یہ چیز
جو ابھی تمہارے اندر پھیلائی گئی تھی بدترین نتائج دکھادیتی)

Allah admonishes you: If you are true believers, never repeat the like of what you did.
Allah clearly expounds to you His instructions. Allah is All-Knowing, All-Wise.
Verily those who love that indecency should spread among the believers deserve a painful chastisement in the world and the Hereafter. Allah knows, but you do not know.
Were it not for Allah's Bounty and His Mercy unto you, and that Allah is Most Forgiving and Wise, (the evil that had been spread among you would have led to terrible consequences).

محمد اقبال

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝١٧ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝١٨

مزید تنبیہ

- یہاں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سخت نصیحت فرماتا ہے کہ اگر تم واقعی مومن ہو تو آئندہ کبھی ایسی افواہ، تہمت اور بے تحقیق بات کو نہ دہراؤ۔
- واقعۂ افک عام بدگمانی کا واقعہ نہیں تھا، بلکہ اس کے پیچھے منافقین کی سازش تھی اور نشانہ رسول اللہ ﷺ کے گھرانے کو بنایا گیا تھا
- اس سے نبی اکرم ﷺ کو شدید قلبی اذیت پہنچی، اس لیے یہ معاملہ اللہ کے غضب کا سبب بن سکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے فوراً عذاب نازل کرنے کے بجائے امت کو تنبیہ، تربیت اور اصلاح کا موقع دیا
- بار بار کی تنبیہات سے واضح کیا گیا کہ اسلامی معاشرے میں عزتوں پر حملہ، افواہ اور بہتان کو ہرگز برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کھول کر بیان فرما دیں تاکہ آئندہ ایسی صورتِ حال سے بچنے کے اصول معلوم ہو جائیں
- اللہ علیم ہے، اس لیے وہ انسانی کمزوریوں اور منافقین کی چالوں کو جانتا ہے؛ اور حکیم ہے، اس لیے اس نے اٹھتی ہوئی نوزائیدہ امت کو مزید سنبھلنے، منافقین کو پہچاننے اور امت کی اصلاح کے لیے مناسب احکام اور تربیتی ہدایات نازل فرمائیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝١٩ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝٢٠

فتنہ برپا کرنے میں یہود و منافقین کی سازش

- منافقین کا مقصد: بے حیائی اور بدگمانی پھیلانا — یہاں اصل اشارہ اُن لوگوں کی طرف ہے جنہوں نے واقعۂ افک میں جھوٹا الزام گھڑا، اسے پھیلایا، اور مسلم معاشرے کی اخلاقی ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ منافقین کا مقصد صرف ایک فرد یا ایک گھرانے کو بدنام کرنا نہیں تھا، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے گھرانے کو اذیت دینا، اہلِ ایمان کے دلوں میں بدگمانی پیدا کرنا، اور اسلامی معاشرے کے پاکیزہ ماحول کو خراب کرنا تھا۔ قرآن نے واضح کر دیا کہ جو لوگ اہلِ ایمان میں بے حیائی، بدنامی اور فحش باتوں کے پھیلنے کو پسند کرتے ہیں، وہ دنیا اور آخرت دونوں میں دردناک عذاب کے مستحق ہیں

- اشاعۃ الفاحشہ کا وسیع مفہوم: اگرچہ آیت کا فوری تعلق واقعۂ افک سے ہے، لیکن اس کے الفاظ بہت وسیع ہیں۔ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ کا مطلب صرف بدکاری کے عمل کو پھیلانا نہیں، بلکہ ہر وہ طریقہ ہے جس سے معاشرے میں بے حیائی، بدکرداری، فحش خیالات، اخلاقی بے حسی اور گناہ کی رغبت عام ہو۔ اس میں جھوٹے الزامات، اسکینڈلز، کردار کشی، فحش گفتگو، بدکاری کی ترغیب دینے والی کہانیاں، اشعار، گانے، تصویریں، ڈرامے، کھیل تماشے، مخلوط بے حیا تفریحات، اور ایسے ادارے یا ماحول بھی شامل ہیں جو انسان کے سفلی جذبات کو ابھارتے اور حیا کے پردے کو کمزور کرتے ہیں۔

- اس میں سوشل میڈیا پر بے حیا مواد کو پھیلانا، کسی کی ذاتی لغزش یا الزام کو وائرل کرنا، اور فحش باتوں کو مزاح یا آزادی کے نام پر معمول بنانا بھی شامل ہے۔ جب معاشرے میں ایسی چیزیں عام ہوتی ہیں تو گناہ سے نفرت کم ہو جاتی ہے، حیا کمزور پڑتی ہے، اور نوجوان نسل کے ذہن و کردار پر برا اثر پڑتا ہے۔ اس لیے قرآن کے نزدیک یہ محض ذاتی پسند یا تفریح کا معاملہ نہیں، بلکہ معاشرے کے اخلاقی امن اور عفت کے خلاف جرم ہے۔ مؤمن معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ وہ برائی کے عمل ہی کو نہیں بلکہ برائی کے چرچے، ترغیب، تشہیر اور قبولیت کے ماحول کو بھی روکے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾

- **دنیا و آخرت کی سزا اور اجتماعی ذمہ داری** — یہاں فرمایا گیا کہ ایسے لوگوں کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشاعۃ الفاحشہ صرف آخرت کی جواب دہی کا مسئلہ نہیں، بلکہ دنیا میں بھی اسلامی معاشرے اور اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ بے حیائی پھیلانے کے ذرائع کو روکے۔ ایک پاکیزہ معاشرے میں قانون، تعلیم، تربیت، میڈیا، خاندان اور اجتماعی نظام سب کو مل کر ایسے راستوں کو بند کرنا چاہیے جو عزتوں کو پامال کریں، بدکاری کو معمول بنائیں، یا نسلِ نو کے اخلاق کو خراب کریں۔ اسلام آزادی کے نام پر فحش کو پھیلانے کی اجازت نہیں دیتا، کیونکہ یہ فرد، خاندان اور پوری اجتماعی زندگی کو متاثر کرتا ہے۔

- **"اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے" کا سبق**: آیت کے آخر میں فرمایا گیا: وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ - اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ یعنی انسان بسا اوقات کسی افواہ، فحش بات، بے حیا منظر یا غیر ذمہ دارانہ گفتگو کو معمولی سمجھتا ہے، مگر اللہ جانتا ہے کہ اس کے اثرات کہاں تک پہنچتے ہیں، کتنے دلوں کو خراب کرتے ہیں، کتنے گھروں کا اعتماد توڑتے ہیں، اور معاشرے کی اخلاقی بنیادوں کو کس طرح کمزور کرتے ہیں۔ اس لیے مؤمن کا کام یہ ہے کہ اللہ کے حکم پر اعتماد کرے، اشاعۃ الفاحشہ کی ہر صورت کو سنجیدہ خطرہ سمجھے، اور حیا، ستر پوشی، حسنِ ظن، عزتوں کے تحفظ اور پاکیزہ ماحول کو فروغ دے۔ یہ چھوٹی باتیں نہیں بلکہ بڑے اجتماعی جرائم ہیں، جنہیں شریعت کی روشنی میں روکنا لازم ہے۔

اَللّٰھُمَّ

اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ،وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ الْإِفْكِ وَالْبُهْتَانِ، وَمِنْ قَوْلٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَمِنْ أَنْ نُشِيعَ الْفَاحِشَةَ فِي الَّذِينَ آمَنُوا.

اے اللہ ! ہمیں ظاہری اور باطنی بے حیائی، جھوٹ، بہتان، بے علم بات کہنے، اور اہلِ ایمان میں فحاشی پھیلانے سے بچا۔

اَللّٰھُمَّ طَهِّرْ قُلُوبَنَا مِنَ النِّفَاقِ، وَأَلْسِنَتَنَا مِنَ الْكَذِبِ،وَأَعْيُنَنَا مِنَ الْخِيَانَةِ، وَأَعْمَالَنَا مِنَ الرِّيَاءِ.

اے اللہ ! ہمارے دلوں کو نفاق سے، زبانوں کو جھوٹ سے، نگاہوں کو خیانت سے، اور اعمال کو ریا سے پاک فرما۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا،وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً، إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ.

اے ہمارے رب ! جب تو ہمیں ہدایت دے چکا ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے، اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما، بے شک تو ہی بہت عطا فرمانے والا ہے۔

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ، ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ،وَيَا مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ، صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ

اے دلوں کو پلٹنے والے ! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔اور اے دلوں کو پھیرنے والے ! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔

رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا،إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ- آمِينَ

اضافی مواد

Reference Material

واقعہ اِفک کے 20 اسباق ونصائح

واقعہ اِفک سے حاصل ہونے والے اسباق و نصائح

1. زبان کی حفاظت ایمان کا تقاضا : واقعۂ افک نے واضح کیا کہ زبان سے نکلی ہوئی بات معمولی نہیں ہوتی۔ ایک بے تحقیق جملہ کسی کی عزت، خاندان، معاشرے اور دین کے ماحول کو متاثر کر سکتا ہے؛ اس لیے مؤمن کی زبان علم، تقویٰ اور ذمہ داری کے تابع ہونی چاہیے۔

2. بے تحقیق بات آگے نہ پھیلائی جائے: قرآن نے تنبیہ کی کہ تم ایسی بات زبانوں سے نقل کر رہے تھے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔ اس سے سبق ملتا ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بڑھانا درست نہیں، خاص طور پر جب اس کا تعلق کسی کی عزت و آبرو سے ہو۔

3. حسنِ ظن مؤمنانہ معاشرے کی بنیاد: جب کسی مسلمان بھائی یا بہن کے بارے میں بری بات سنی جائے تو پہلا ردعمل بدگمانی نہیں بلکہ حسنِ ظن ہونا چاہیے۔ مؤمن کو چاہیے کہ وہ اپنے بھائی یا بہن کے بارے میں وہی گمان رکھے جو اپنے بارے میں رکھنا پسند کرتا ہے۔4

4. عزتوں کا تحفظ اجتماعی ذمہ داری : اسلام میں کسی پاک دامن انسان کی عزت پر حملہ صرف ذاتی معاملہ نہیں بلکہ پورے معاشرے کے اخلاقی امن پر حملہ ہے۔ اسی لیے قذف، گواہی اور ثبوت کے سخت اصول مقرر کیے گئے۔

5. الزام کے لیے شرعی ثبوت ضروری ہے: سورۃ النور نے واضح کیا کہ زنا جیسے سنگین الزام کے لیے چار گواہ درکار ہیں۔ محض قرائن، بدگمانی، افواہ یا اندازے کی بنیاد پر کسی کی عزت کو پامال کرنا اللہ کے نزدیک جھوٹ اور جرم ہے۔

واقعہ اِفک سے حاصل ہونے والے اسباق و نصائح

6. **جو بات انسان کے نزدیک معمولی ہو، اللہ کے نزدیک عظیم ہو سکتی ہے:** لوگوں نے افواہ کو معمولی سمجھا، مگر اللہ نے فرمایا کہ وہ اس کے نزدیک بہت بڑی بات تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں کو اپنے ذوق، معاشرتی عادت یا دلچسپی سے نہیں بلکہ شریعت کے معیار سے پرکھنا چاہیے۔

7. **اشاعۃ الفاحشہ ایک سنگین اجتماعی جرم ہے:** بے حیائی صرف عمل سے نہیں پھیلتی؛ اس کے چرچے، اسکینڈلز، کردار کشی، فحش گفتگو، بدکاری کی ترغیب اور بے حیا ماحول بھی اسے عام کرتے ہیں۔ قرآن نے ایسے لوگوں کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے۔

8. **منافقین کا اصل ہدف اسلامی معاشرے کی اخلاقی ساکھ ہوتا ہے:** واقعۂ افک میں منافقین نے رسول اللہ ﷺ کے گھرانے کو نشانہ بنا کر مسلمانوں کے اعتماد، اتحاد اور اخلاقی وقار کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔ اس سے سبق ملتا ہے کہ دشمن ہمیشہ مسلمانوں کی اخلاقی بنیادوں کو کمزور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

9. **سادہ دلی بھی کبھی فتنہ کا ذریعہ بن سکتی ہے:** کچھ مخلص مسلمان نادانی میں اس افواہ سے متاثر ہوئے اور اسے آگے نقل کرنے لگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک نیتی کافی نہیں؛ دینی بصیرت، تحقیق، احتیاط اور زبان پر قابو بھی ضروری ہے

10. **خاموش تماشائی بننا بھی کمزوری ہے:** قرآن نے مسلمانوں کو متوجہ کیا کہ افواہ سنتے ہی انہیں کہنا چاہیے تھا: هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ - یہ کھلا بہتان ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے الزام کے وقت صرف خاموش رہنا کافی نہیں، بلکہ جہاں ممکن ہو حق بات کہہ کر فتنہ کو روکنا چاہیے۔

واقعہ اِفک سے حاصل ہونے والے اسباق و نصائح

11. **شر میں بھی اللہ خیر پیدا کر دیتا ہے:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس واقعے کو اپنے لیے شر نہ سمجھو، بلکہ اس میں خیر ہے۔ اس سے منافقین بے نقاب ہوئے، مسلمانوں کی تربیتی کمزوریاں سامنے آئیں، اور معاشرتی اصلاح کے اہم احکام نازل ہوئے۔

12. **آزمائشیں امت کی تربیت کا ذریعہ بنتی ہیں:** واقعۂ افک بہت تکلیف دہ تھا، مگر اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے امت کو زبان، گواہی، حسنِ ظن، حیا، قذف، افواہ اور معاشرتی پاکیزگی کے اصول سکھائے۔ آزمائش کبھی کبھی اصلاح اور بلندی کا ذریعہ بن جاتی ہے

13. **رسول اللہ ﷺ کا صبر و عدل ہمارے لیے نمونہ ہے:** رسول اللہ ﷺ کو شدید قلبی اذیت پہنچی، مگر آپ ﷺ نے جذباتی یا انتقامی فیصلہ نہیں کیا؛ وحی کا انتظار فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شدید ذاتی تکلیف کے باوجود فیصلہ عدل، ثبوت اور اللہ کی ہدایت کے مطابق ہونا چاہیے

14. **اہلِ بیت اور امہات المؤمنین کا احترام ایمان کا حصہ ہے:** حضرت عائشہؓ پر الزام صرف ایک فرد پر الزام نہ تھا بلکہ نبی ﷺ کے گھرانے، ام المؤمنین کی عزت، اور امت کے روحانی رشتے پر حملہ تھا۔ اللہ نے خود ان کی برأت نازل فرما کر ان کا مقام واضح کر دیا

15. **ہر شخص اپنے حصے کے گناہ کا ذمہ دار ہے:** قرآن نے فرمایا کہ جس نے اس معاملے میں جتنا حصہ لیا، اس نے اتنا گناہ کمایا؛ اور جس نے اصل ذمہ داری اٹھائی، اس کے لیے بڑا عذاب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ افواہ گھڑنے والا، پھیلانے والا، سن کر خوش ہونے والا، اور اسے آگے بڑھانے والا سب اپنے حصے کے ذمہ دار ہیں۔

واقعہ اِفک سے حاصل ہونے والے اسباق و نصائح

16. **توبہ اور اصلاح کا دروازہ کھلا ہے** : اللہ تعالیٰ نے فوری عذاب نازل نہیں کیا بلکہ امت کو تنبیہ ، تربیت اور اصلاح کا موقع دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غلطی کے بعد مؤمن کو فوراً توبہ ، زبان کی اصلاح ، اور آئندہ احتیاط کا عزم کرنا چاہیے

17. **اسلامی معاشرہ حیا اور پاکیزگی پر قائم ہوتا ہے** : واقعۂ افک کے بعد نازل ہونے والی ہدایات بتاتی ہیں کہ اسلام صرف جرم کی سزا نہیں دیتا بلکہ ایسے ماحول کو بھی روکتا ہے جو بے حیائی، بدگمانی اور کردار کشی کو جنم دے۔ اسلامی معاشرہ حیا، اعتماد، عفت اور ذمہ دارانہ گفتگو پر قائم ہوتا ہے

18. **سوشل میڈیا کے دور میں یہ سبق زیادہ اہم ہے**: آج افواہ، الزام، ویڈیو، تصویر، خبر یا تبصرہ چند لمحوں میں ہزاروں لوگوں تک پہنچ جاتا ہے۔ واقعۂ افک ہمیں سکھاتا ہے کہ پھیلانے (share) کرنے سے پہلے تحقیق، شرعی ذمہ داری، عزتوں کا تحفظ، اور اللہ کے سامنے جوابدہی کو یاد رکھنا ضروری ہے

19. **ستر پوشی اور خیر خواہی مؤمن کا مزاج ہے**: مؤمن دوسروں کی لغزشیں تلاش نہیں کرتا، نہ انہیں پھیلانے میں خوش ہوتا ہے۔ اس کا مزاج اصلاح، دعا، خیر خواہی، پردہ پوشی اور معاشرے کی پاکیزگی کا تحفظ ہوتا ہے

20. **اللہ علیم و حکیم ہے**: واقعۂ افک کے اختتام پر اللہ نے اپنی صفت علیم اور حکیم یاد دلائی۔ یعنی اللہ انسانوں کی نیتوں، سازشوں، کمزوریوں اور معاشرتی اثرات کو خوب جانتا ہے؛ اور اس کے احکام کامل حکمت پر مبنی ہیں۔ مؤمن کو اللہ کے حکم پر اعتماد کرتے ہوئے ان ہدایات کو سنجیدگی سے اختیار کرنا چاہیے

قذف، تہمت، ہتکِ عزت اور جدید قانون

- قرآن کا بنیادی اصول یہ ہے کہ انسانی عزت، آبرو، ساکھ اور وقار محض سماجی قدر نہیں بلکہ شرعی طور پر محفوظ حق ہے
- سورۃ النور، خصوصاً واقعۂ افک کی آیات، یہ واضح کرتی ہیں کہ کسی شخص کے بارے میں بے تحقیق الزام لگانا، افواہ پھیلانا، بدگمانی کو ہوا دینا یا اس کی حیثیت (reputation) کو مجروح کرنا معمولی بات نہیں بلکہ اللہ کے نزدیک سنگین اخلاقی و دینی جرم ہے۔
- یہی اصول آج کے جدید تمدنی قانون میں Protection of Reputation and Honour، Defamation، Slander، Libel، False Allegation اور Cyber Defamation جیسی اصطلاحات کے تحت سامنے آتا ہے
- فرق یہ ہے کہ جدید قانون اسے شہری حق/دیوانی ذمہ داری (civil liability) یا فوجداری جرم (criminal offence) کے طور پر دیکھتا ہے، جبکہ قرآن اس کے ساتھ اللہ کے سامنے جواب دہی، زبان کی پاکیزگی، معاشرتی اعتماد اور عزتوں کے تحفظ کو بھی جوڑتا ہے
- اس لیے اسلامی نقطۂ نظر سے کسی بھی خبر، الزام یا تبصرے کو پھیلانے سے پہلے یہ دیکھنا لازم ہے کہ کیا بات علم اور معتبر ثبوت پر مبنی ہے، کیا اس سے کسی کی عزت مجروح ہو گی، اور کیا یہ قذف، بہتان یا اشاعۃ الفاحشہ کے دائرے میں تو نہیں آتی۔

تہمت، ہتکِ عزت اور قذف میں فرق

- تہمت / بہتان (False allegation / Calumny): کسی پر بے بنیاد الزام لگانا، خواہ وہ کسی بھی نوعیت کا ہو
- ہتکِ عزت (Defamation): ایسی بات کہنا یا شائع کرنا جس سے کسی کی ساکھ، عزت یا reputation کو نقصان پہنچے
- زبانی ہتکِ عزت (Slander): بول کر کسی کی بدنامی کرنا
- تحریری/اشاعتی ہتکِ عزت (Libel): لکھ کر، چھاپ کر، پوسٹ کر کے یا online کسی کی بدنامی کرنا
- قذف (Qadhf / False accusation of zina): کسی پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کا صریح الزام لگانا، مگر شرعی ثبوت نہ دینا۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ معاشرے میں کردار کشی، جنسی الزام تراشی، بدگمانی اور عزتوں سے کھیلنے کا دروازہ بند کیا جائے
- اشاعۃ الفاحشہ (Spreading indecency / Publicizing immorality): بے حیائی، بدکاری، فحش باتوں یا عزتوں سے متعلق اسکینڈلز کو معاشرے میں پھیلانا

پاکستان میں متعلقہ قوانین

- PPC Sections 499–500PPC: پاکستان پینل کوڈ (Pakistan Penal Code - PPC) جسے اردو میں "تعزیراتِ پاکستان" کہا جاتا ہے، میں defamation کو جرم کے طور پر لیا گیا ہے؛ Section 499 تعریف سے متعلق ہے،اور Section 500 سزا سے متعلق ہے۔ Section 500 کے تحت سزا دو سال تک قید، جرمانہ یا دونوں ہو سکتے ہیں
- Defamation Ordinance 2002: اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی ہتک عزت (جھوٹے الزام، توہین، یا بدنام کرنے والے بیان) کا مرتکب ہوتا ہے، تو اس پر جرمانہ (جیل یا تعزیرات پاکستان کے تحت مجرمانہ کارروائی) کے ساتھ ساتھ دیوانی ہرجانہ بھی عائد کیا جا سکتا ہے۔
- PECA 2016 – Online Defamation / Cyber Defamation: پیکا(PECA) ایکٹ کے تحت، کسی بھی فرد کی وقار یا پرائیویسی کو نقصان پہنچانے والی آن لائن معلومات کو جرم قرار دیا گیا ہے، جس کی سزا قید، جرمانہ یا دونوں ہو سکتی ہے۔ یہ دفعہ بنیادی طور پر آن لائن ہتکِ عزت یا وقار مجروح کرنے والے مواد کے انسداد کے لیے استعمال ہوتی ہے
- Offence of Qazf (Enforcement of Hadd) Ordinance, 1979: 1979ء کا آرڈیننس پاکستان میں قذف (جھوٹی تہمت زنا) کو جرم قرار دیتے ہوئے اس کے لیے حد (80 کوڑے) اور تعزیر (قید اور کوڑے) کی سزاؤں کا قانونی اصول فراہم کرتا ہے،اور 2006 میں اس میں ترامیم کی گئیں

واقعہ اِفک (تہمت کا عمومی قرآنی اصول)، قذف اور ہتک عزت کا قانون

- بہت سے اسلامی ممالک میں ہتکِ عزت، تہمت، بدنامی، کسی کی عزت و وقار کو نقصان پہنچانا، اور آن لائن کردار کشی کو صرف اخلاقی یا دیوانی معاملہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے بعض صورتوں میں فوجداری جرم بھی قرار دیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد فرد کی عزت، ساکھ، نجی زندگی اور سماجی وقار کا تحفظ ہے۔
- قطر، متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب جیسے ممالک میں ایسے قوانین موجود ہیں جو زبانی، تحریری یا آن لائن بدنامی، جھوٹے الزام، افواہ، privacy violation اور reputation damage کو قابلِ گرفت بناتے ہیں۔ خاص طور پر سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل ذرائع کے ذریعے کسی کی عزت مجروح کرنا سنگین قانونی نتائج کا سببَ بن سکتا ہے۔
- اسلامی قانونی رجحان کی بنیاد یہ ہے کہ معاشرے میں عزتوں کا تحفظ، بدگمانی اور الزام تراشی کی روک تھام، اور اخلاقی امن قائم رکھنا ریاست اور معاشرے دونوں کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے ایسے اعمال کو صرف شخصی آزادی یا معمولی گفتگو نہیں سمجھا جاتا، بلکہ فرد، خاندان اور اجتماعی اخلاق کے خلاف نقصان دہ عمل تصور کیا جاتا ہے۔

واقعۂ اِفک کی عصری معنویت اور سوشل میڈیا

- منافقین کی طرف سے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے کے حوالے سے ذکر سورۃ النور (آیات 11-20) آیا ہے۔ یہ منافقین کی طرف سے پھیلائی گئی جھوٹی خبر تھی جس نے مدینہ کی پوری اسلامی ریاست کو شدید متاثر کیا۔
- آج سوشل میڈیا نے ہر فرد کو خبر نشر کرنے والا بنا دیا ہے۔ اس ماحول میں واقعۂ اِفک پہلے سے زیادہ اہم ہو گیا ہے۔
- **افواہ کا پھیلاؤ**: واقعۂ افک میں ایک جھوٹی خبر منہ در منہ پھیلی۔ آج سوشل میڈیا پر ایک بے بنیاد پوسٹ یا اسکرین شاٹ لمحوں میں لاکھوں تک پہنچ جاتا ہے۔ بغیر تحقیق کے شیئر کرنا اُسی "نشر" کا جدید روپ ہے جس کی قرآن نے مذمت فرمائی۔
- **تحقیق کا فریضہ**: افک کے واقعے میں قرآن نے پوچھا ہے "تم نے اس پر گواہی کیوں نہ مانگی؟" اس آیت کا سبق یہ ہے کہ ہر وائرل خبر کو فوری آگے بھیجنے سے پہلے مصدر، سیاق اور شواہد کو جانچنا ضروری ہے۔
- **تہمت اور کردار کشی کا جدید کلچر**: سوشل میڈیا پر کسی ایک شخص کی ایک غلطی یا محض افواہ کی بنیاد پر اس کا کردار تباہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ وہی منافقانہ رویہ ہے جو افک کے وقت تھا۔ سورۃ النور نے سکھایا کہ جب تم کسی پر الزام لگاؤ تو چار عادل گواہ لاؤ، ورنہ تم خود حد قذف کے مستحق ہو۔
- **فوری فیصلہ اور مجرم ٹھہرانا**: آج سوشل میڈیا پر اکثر لوگ خود ہی جج، جیوری اور سزا دینے والے بن بیٹھتے ہیں۔ کسی شخص کو باقاعدہ تحقیق، عدالتی کارروائی اور معتبر ثبوت کے بغیر ہی مجرم قرار دے دیا جاتا ہے۔ قرآن اس کے برعکس یہ اصول دیتا ہے کہ جب تک الزام ثابت نہ ہو، اہلِ ایمان کو بدگمانی کے بجائے حسنِ ظن سے کام لینا چاہیے۔

واقعۂ اِفک کی عصری معنویت اور سوشل میڈیا

افواہوں کے معاشی وسماجی نقصانات:

- واقعۂ اِفک کے بعد قرآن نے یہ اصول واضح کیا کہ جب کوئی بے بنیاد بات سنی جائے تو فوراً کہا جائے: "ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم ایسی بات زبان پر لائیں" (النور: 16)۔ آج سوشل میڈیا کے دور میں ایک جھوٹی خبر کسی کمپنی کے حصص گرا سکتی ہے، کسی خاندان کا سکون برباد کر سکتی ہے، کسی کی شادی یا رشتہ توڑ سکتی ہے، اور بعض اوقات ایک انسان کی پوری زندگی کو تباہ کر سکتی ہے۔
- **اصلاحی راستہ: توبہ اور روک تھام۔** قرآنِ کریم نے تہمت اور افواہ سازی جیسے سنگین گناہوں کے باوجود توبہ، اصلاح اور اللہ کی رحمت کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ آج کے سوشل میڈیا ماحول میں بھی غلط خبر پھیلانے کے بعد محض خاموشی کافی نہیں؛ بلکہ واضح معافی، غلطی کی تصحیح، متاثرہ فرد کی عزت کی بحالی اور آئندہ احتیاط ضروری ہے۔ البتہ منظّم فیک نیوز، کردار کشی اور منصوبہ بند تہمت آمیز مہمات کے خلاف مؤثر قانونی کارروائی بھی ناگزیر ہے۔
- **عصری سبق:** واقعۂ اِفک ہمیں یہ بنیادی سبق دیتا ہے کہ سوشل میڈیا پر آنے والی ہر وائرل خبر کو بلا تحقیق قبول نہ کیا جائے۔ کسی شخص یا ادارے کے خلاف بغیر معتبر ثبوت کے پوسٹ، تبصرہ یا شیئرنگ کرنا اخلاقی اور دینی طور پر سنگین ذمہ داری ہے۔ اگر غلطی سے کوئی بے بنیاد بات آگے پھیل جائے تو فوراً معافی، تصحیح اور متاثرہ فرد کی ساکھ بحال کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ قرآن نے اہلِ ایمان کو خبر قبول کرنے میں تحقیق کا حکم دیا ہے۔

غزوۂ بنی مُصطَلِق

5 یا 6 ہجری میں پیش آیا، زیادہ مشہور قول کے مطابق یہ 6 ہجری کا واقعہ ہے۔

یہ غزوہ قبیلہ بنی مُصْطَلِق کے خلاف تھا، جو قبیلہ خُزاعہ کی ایک شاخ تھی۔ اطلاع ملی تھی کہ ان کا سردار حارث بن ابی ضرار مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے پیش قدمی فرمائی۔ یہ غزوہ مقام مُرَیسِیع کے قریب ہوا، اسی لیے اسے غزوۂ مُرَیْسِیع بھی کہا جاتا ہے

غزوۂ بنی مُصطَلِق کا پس منظر

- **غزوۂ بنی مُصطَلِق : پس منظر :** غزوۂ بنی مُصطَلِق 5 یا 6 ہجری میں پیش آیا، زیادہ معروف قول کے مطابق یہ 6 ہجری کا واقعہ ہے۔ بنی مُصطَلِق قبیلہ خُزاعہ کی ایک شاخ تھی، اور اس قبیلے کا سردار حارث بن ابی ضرار ایک با اثر اور جنگجو شخصیت کا مالک تھا۔ نبی کریم ﷺ کو اطلاع موصول ہوئی کہ حارث بن ابی ضرار مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہا ہے اور ارد گرد کے قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے حالات کی تصدیق کے لیے پہلے بُریدہ بن حُصَیب کو بھیجا جنھوں نے واپس آکر خبر کی تصدیق کی

- **فوجی مہم اور فتح :** رسول اللہ ﷺ نے اس خطرے کو بڑھنے سے پہلے ہی روکنے کے لیے صحابہؓ کے ساتھ پیش قدمی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فوری لشکر ترتیب دیا جس میں سات سو کے قریب مجاہدین شامل تھے، بعض روایات میں ایک ہزار کا ذکر بھی ملتا ہے۔ مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر لشکرِ اسلام مُرَیسِیع کے مقام پر پہنچا جہاں دشمن پہلے سے صف آرا تھا۔ پہلے تیر اندازی ہوئی پھر آمنے سامنے کا مقابلہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی - دس کفار واصلِ جہنم ہوئے جبکہ مسلمانوں میں سے صرف ایک صحابی نے جامِ شہادت نوش کیا۔ بنی مُصطَلِق کے دو سو گھرانے اور بڑی تعداد میں مویشی اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

- **غزوہ کے دیگر اہم واقعات :** اسی سفر میں منافقوں نے سر اٹھانے کی کوشش کی - عبداللہ بن اُبَی نے مہاجرین کے خلاف بدزبانی کی جس پر قرآن کریم نے منافقین کو بے نقاب کیا۔ سب سے بڑا فتنہ واقعۂ افک تھا جس میں حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جھوٹی تہمت لگائی گئی - اللہ تعالیٰ نے سورۃالنور میں ان کی برأت نازل فرما کر ان کا دامن پاک قرار دیا۔ اس غزوے کے نتیجے میں مدینہ منورہ کی جنوب مغربی سرحد محفوظ ہو گئی اور عرب قبائل پر اسلامی قوت کا رعب مزید بڑھ گیا۔

حضرت جویریہؓ کا تعارف اور نکاح کا واقعہ

- حضرت جویریہؓ بنی مُصطَلِق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں۔ آپ کا اصل نام بَرَّہ تھا - نبی کریم ﷺ نے نکاح کے بعد ان کا نام بدل کر جویریہ رکھا
- غزوے سے قبل ان کا نکاح مسلمہ بن صفوان سے ہوا تھا جو اسی جنگ میں مارا گیا۔ مسلمانوں کی فتح کے بعد وہ قیدی بنائی گئیں اور تقسیمِ غنائم میں حضرت ثابت بن قیسؓ کے حصے میں آئیں۔ سردار کی بیٹی ہونے کے باوجود وہ اس وقت انتہائی مشکل اور نازک حالات سے گزر رہی تھیں
- حضرت جویریہؓ نے حضرت ثابت بن قیسؓ سے مکاتبت کرنی چاہی - یعنی ایک مقررہ رقم ادا کرکے آزادی حاصل کرنے کا قانونی معاہدہ۔ مکاتبت کی رقم ادا کرنا ان کے لیے ممکن نہ تھا چنانچہ وہ خود نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور معاونت کی درخواست پیش کی۔
- نبی کریم ﷺ نے ان کی بات سن کر ارشاد فرمایا: "کیا تم اس سے بہتر بات چاہو گی؟" پھر آپ ﷺ نے خود حضرت ثابت بن قیسؓ کو مکاتبت کی پوری رقم ادا کرکے انہیں آزاد کروایا اور ان سے نکاح کی پیشکش فرمائی۔ حضرت جویریہؓ نے بخوشی قبول کیا۔ نکاح کا مہر چار سو درہم مقرر ہوا جو آپ ﷺ نے خود ادا فرمایا۔ یہ نکاح ۵ ہجری میں واپسی کے سفر میں یا مدینہ پہنچنے کے بعد منعقد ہوا۔

نکاح کے اثرات، حضرت جویریہؓ کی خدمات

- **نکاح کے فوری اور دور رس اثرات:** نبی کریم ﷺ اور حضرت جویریہؓ کے نکاح کی خبر جیسے ہی صحابہ کرامؓ میں پھیلی، ایک انقلابی عمل رونما ہوا۔ صحابہؓ نے آپس میں کہا: "ہم رسول اللہ ﷺ کے سسرالیوں کو قید میں نہیں رکھ سکتے۔" چنانچہ بنی مُصطَلِق کے سو سے زائد قیدی خاندان بلا معاوضہ آزاد کر دیے گئے۔ حضرت عائشہؓ نے بعد میں فرمایا: "میں نے اپنی قوم کے لیے جویریہؓ سے زیادہ برکت والی عورت نہیں دیکھی۔" یہ نکاح محض ایک ذاتی رشتہ نہیں بلکہ ایک پورے قبیلے کی اسلام سے قربت کا سبب بن گیا۔ حارث بن ابی ضرار نے بعد میں اسلام قبول کیا اور خیر کی راہ اختیار کی۔
- **حضرت جویریہؓ کی علمی و دینی خدمات:** حضرت جویریہؓ نے ام المؤمنین کا مقام ملنے کے بعد علم و عبادت میں زندگی گزاری۔ وہ احادیث کی روایت میں ممتاز مقام رکھتی تھیں اور کئی احادیث ان سے مروی ہیں، ان سے حضرت ابن عباسؓ، جابر بن عبداللہؓ، ابن عمرؓ اور مجاہدؒ جیسے اہلِ علم نے روایت لی۔ عبادت، ذکر اور تسبیح ان کا خاص شعار تھا
- نبی اکرم ﷺ ایک دن صبح کے وقت ان کے پاس سے نکلے تو وہ نماز کے بعد ذکر میں مشغول تھیں، پھر آپ ﷺ دن چڑھے واپس آئے تو وہ اسی حالت میں بیٹھی تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں چند جامع کلمات سکھائے: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ ، یہ ذکر امت میں بہت معروف ہوا اور آج تک صبح کے اذکار میں پڑھا جاتا ہے۔ اس روایت سے حضرت جویریہؓ کی عبادت گزاری بھی ظاہر ہوتی ہے اور یہ بھی کہ ان کے ذریعے امت کو ایک عظیم مسنون ذکر ملا۔
- نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بھی مدینہ میں مقیم رہیں اور دین کی خدمت کرتی رہیں۔ ۵۰ ہجری کے قریب مدینہ منورہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئیں۔

نکاح کے اثرات، حکمتیں اور اسباق

- حضرت جویریہؓ سے نبی کریم ﷺ کے نکاح کا سب سے بڑا اثر یہ ہوا کہ بنی مُصْطَلِق کے قیدیوں کے ساتھ نرمی اور آزادی کا معاملہ ہوا
- یہ نکاح قبائلی معاشرے میں دلوں کو نرم کرنے، دشمنی کم کرنے اور اسلام کے اخلاقی پیغام کو نمایاں کرنے کا سبب بنا
- رسول اللہ ﷺ نے اس واقعے کے ذریعے دکھایا کہ جنگ کے بعد بھی اسلام کا مزاج انتقام نہیں بلکہ اصلاح، رحمت اور دلوں کو جوڑنا ہے
- حضرت جویریہؓ کے ذریعے ایک شکست خوردہ قبیلہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے رشتہ داری میں آگیا۔اس رشتے نے بنی مُصْطَلِق کے لوگوں کے دلوں میں اسلام، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لیے نرمی پیدا کی
- صحابہؓ کا قیدیوں کو آزاد کرنا ان کے ایمان، ادبِ نبوی اور اخلاقی بلندی کی روشن مثال ہے
- اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں میں صرف وقتی فائدہ نہیں بلکہ وسیع دینی، اخلاقی اور سماجی حکمت ہوتی تھی
- یہ نکاح عورت کی عزت، قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک، اور دشمن قوم کو خیر کے ذریعے قریب کرنے کا نمونہ ہے
- حضرت جویریہؓ خود بھی بعد میں عبادت گزار، باوقار اور ام المؤمنین کے مقام پر فائز خاتون کے طور پر پہچانی گئیں
- اس واقعے کا سبق یہ ہے کہ اسلام جنگ میں بھی اخلاقی حدود قائم رکھتا ہے اور فتح کے بعد بھی رحمت کا دروازہ بند نہیں کرتا
- یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک حکیمانہ فیصلہ کبھی ایک فرد ہی نہیں بلکہ پورے قبیلے اور معاشرے کے لیے خیر کا سبب بن جاتا ہے
- غزوۂ بنی مُصْطَلِق اور حضرت جویریہؓ کا نکاح اسلامی تاریخ میں رحمت، حکمت، سماجی اصلاح اور حسنِ تدبیر کی خوبصورت مثال ہے۔